رسائل و مسائل

مدیر "بینات" کی بہتان تراشی

ملک غلام علی صاحب

سوال: ماہنامہ "بیّنات" علامہ بنوری ٹاؤن کے مدیر آج کل مولانا محمد یوسف ہیں۔ ان کے قلم سے "بینات" کا ایک خاص شمارہ رجب شعبان ۱۳۹۶ھ میں چھپا تھا جسے اب دوبارہ کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔

اس کے صفحہ نمبر ۱۲۸ پر مولانا مودودیؒ پر تنقید کا آغاز یوں کیا ہے:

"وہ جب تہذیب جدید اور الحاد و زندقہ کے خلاف قلم اٹھاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا شیخ الحدیث گفتگو کر رہا ہے اور جب وہ اہل حق کے خلاف خامہ فرسائی کرتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ مولانا نے مسٹر پرویز یا غلام احمد قادیانی کا قلم چھین لیا ہے، مولانا مودودی کا قلم حریم نبوت پہنچ کر بھی ادب نا آشنا رہتا ہے اور وہ بڑی بے تکلفی سے فرماتے ہیں:

"موسیٰ علیہ السلام کی مثال اس جلد باز فاتح کی سی ہے جو اپنے اقتدار کا استحکام کیے بغیر مارچ کرتا ہوا چلا جائے اور پیچھے جنگل کی آگ کی طرح مفتوحہ علاقہ میں بغاوت پھیل جائے۔"

(رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۹، عدد ۴، ۵)

یہ منسوب کردہ عبارت چونکہ کسی کتاب کی بجائے ترجمان کے ایک پرانے رسالے سے نقل کی گئی ہے اس لیے یہ تحقیق کرنا دشوار ہے کہ اسے صحیح طور پر نقل کیا گیا ہے یا نہیں۔ اگر

یہ رسالہ آپ کے پاس ہو تو اُسے دیکھ کر حقیقت واضح کریں اور ضروری تشریح ترجمان ہی میں کر دیں تاکہ سب کے لیے باعثِ اطمینان ہو اور مولانا مرحوم اور تحریکِ اسلامی کے خلاف سوئے ظن کا جس حد تک ممکن ہو، ازالہ و سدِّباب ہو۔

جواب: ۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب نے ترجمان القرآن جلد ۶۱ عدد ۴ ستمبر ۱۹۶۴ء، شوال ۱۳۶۹ھ کی عبارت کا جو ٹکڑا مولانا مودودیؒ کی جانب منسوب کر کے اور عدل و انصاف اور دیانت و متانت کا دامن چھوڑ کر اُس پر حاشیہ آرائی کی ہے، یہ عبارت مولانا مرحوم کی نہیں ہے، بلکہ مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کے تحریر کردہ اشارات کا ایک حصّہ ہے، پھر اُس اقتباس کو نقل کرتے وقت بھی غیابت اور قطع و برید سے کام لیا گیا ہے۔ مولانا اصلاحی کی عبارت درج ذیل ہے:۔

"ایک داعی کا جس طرح یہ فرض ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کے احکام و قوانین سے آگاہ کرے، اُسی طرح اُس کا یہ بھی فرض ہے کہ پورے اہتمام کے ساتھ لوگوں کی تربیت بھی کرے، تاکہ اُس کی تعلیم لوگوں کے فکر و عمل کے اندر اس طرح راسخ ہو جائے کہ سخت سے سخت آزمائش میں بھی اُن پر اس کی گرفت قائم رہ سکے۔ جو داعی صرف تعلیم کے پہلو پر نظر رکھتا ہے اور اُس چیز کا شوق اس پر اس قدر غالب ہو جاتا ہے کہ تربیت کے لیے جو صبر و انتظار مطلوب ہے اس کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اس کی مثال اس جلد باز فاتح کی ہے جو اپنے اقتدار کے استحکام کی فکر کیے بغیر مارچ کرتا ہوا بڑھا چلا جا رہا ہے۔ اس طرح کی جلد بازی کا نتیجہ صرف یہی ہو سکتا ہے کہ ایک طرف وہ فتح کرتا ہوا آگے بڑھے گا، دوسری طرف اس کے مفتوحہ علاقہ میں جنگل کی آگ کی طرح بغاوت پھیلے گی۔"

ہر منصف مزاج جب مولانا اصلاحی کی عبارت اور مولانا لدھیانوی کا منقولہ حوالہ کھلے دل اور کھلی آنکھ سے پڑھے گا، دونوں میں نہایت واضح اور بیّن تفاوت محسوس کرے گا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی تدلیس و تحریف کیوں کر، کیسے رونما ہوئی؟ یہ معاملہ دو حالتوں سے خالی بہر حال نہیں ہو سکتا۔ یا تو مولانا لدھیانوی کے سامنے اصل ترجمان القرآن کا شمارہ موجود تھا اور آپ نے عمداً، دیدہ و دانستہ مولانا اصلاحی کی عبارت کو مولانا مودودیؒ کے سر چپک دیا اور لگے ہاتھوں عبارت میں بھی حسبِ منشا کتر بیونت کا عمل فرما دیا۔ کیونکہ صراطِ مستقیم پر لوگوں کو گامزن کرنے کے لیے انہیں مودودیؒ سے

متنفّر و متوحش کرنا بہرصورت ناگزیر ہے۔ دوسری صورت اور امکان یہ بھی ہے کہ مولانا محمد یوسف صاحب کے سامنے ترجمان القرآن نہیں تھا اور کسی دوسرے معاندِ مکابر نے مولانا اصلاحی کی عبارت کو مسخ کر کے اور اُسے مولانا مودودی کی تحریر بنا کر پیش کر دیا تھا۔ جسے مولانا لدھیانوی نے جوں کا تُوں بلا تامل "بیّنات" میں دے دیا۔ اور اب تک برابر کتابی ایڈیشنوں میں دیے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن اس دوسری صورت میں بھی امانت و دیانت کا ادنیٰ تقاضا یہ تھا کہ اصل ترجمان پڑھنے کی زحمت گوارا کی جاتی۔ ترجمان کی پرانی فائلیں نایاب نہیں ہیں، بہت سے قارئین کے پاس دستیاب ہیں۔ ترجمان القرآن کے دفتر کو خط لکھ کر حقیقت حال بآسانی معلوم کی جا سکتی تھی۔ لیکن اس تکلیف کے بغیر محض کسی غیر ذمہ دار ناقل کی روایت کو آگے نقل کر دینا اور ملک کے داخل و خارج میں ہزاروں ناظرین کو یہ باور کرا دینا کہ مولانا لدھیانوی نے یہ عبارت بلا کم و کاست اور براہ راست ترجمان سے نقل کی ہے اور یہ مولانا مودودیؒ کے قلم سے نکلی ہے، کیا یہی وہ معیار ہے جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ "اختلافات کو اس معیار پر جانچا گیا ہے اور منصف شخص کے لیے حق کی تلاش میں کوئی دقت نہیں رہ جاتی۔" کیا دروغ برگردنِ راوی کہہ کر ایسی تلبیس و تدلیس آپ کے لیے جائز ہو جائے گی۔ حالانکہ آپ خود اس دروغ کے راوی بن رہے ہیں اور آپ کے اور ترجمان کے مابین کوئی دوسرا راوی ہے تو آپ اُسے حذف کر رہے ہیں۔ کیا یہ فرمانِ نبویؐ آپ کی نگاہ سے اوجھل ہو گیا کہ کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع؟

پھر معاملہ خواہ مولانا مودودیؒ، مولانا اصلاحی یا شخصِ دیگر کی تحریر کا ہو، اصل چیز جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ صاحبِ تحریر نے اپنی زندگی میں کچھ اور بھی لکھا ہے یا اس کا قلمی سرمایہ بس ان دو چار فقروں پر مشتمل و منحصر ہے جنہیں بنیاد بنا کر اس کے برسرِ حق یا برسرِ باطل ہونے، اُس کے ہدایت یافتہ ہونے یا مبتلائے ضلالت ہونے کا فتویٰ رسید کیا جا رہا ہے؟ بالخصوص موضوع زیرِ بحث پر اگر لکھنے والے نے دوسرے مواقع پر اظہارِ خیال کیا ہو اور وہ بھی تحریری شکل میں موجود ہو، تو اس سے آنکھیں بند کر لینا پرلے درجے کی ناانصافی اور تعدّی ہے جس کا آج کل مسلمانوں کا ہر دینی و مذہبی گروہ ارتکاب کر رہا ہے اور فریقِ ثانی کے ساتھ وہی ظلم و زیادتی روا رکھ رہا ہے جس کے شکار ہونے کا رونا وہ خود رو رہا ہے۔ مولانا محمد یوسف صاحب کے اکابرِ دیوبند کی تحریری ٹکڑوں پر کیا تکفیر و تفسیق

کا حکم نہیں لگا یا گیا؟ ایک مرتبہ تو مفتی دیوبند نے یہ کارنامہ انجام دیا کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی کی مشہور تصنیف "تصفیۃ العقائد" کی ایک عبارت پر فتوئے کفر جڑ دیا۔ بعد میں جب یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ تحریر تو حضرت نانوتوی کی ہے تو مفتی صاحب کی حالت قابل دید اور قابل رحم تھی۔

مدیر بیّنات اور قارئین بیّنات نے اگر اپنی آنکھوں پر پٹی نہیں باندھ لی اور دل کے دروازوں پر تالے نہیں ڈال دیئے تو میں اُن سے درخواست کروں گا کہ وہ مولانا مودودی اور مولانا اصلاحی کی تفاسیر اور دوسری تحریریں تعصب و تحزب سے ماوراء ہو کر پڑھیں اور پھر خدا اور محاسبۂ آخرت سے ڈرتے ہوئے خدارا دوبارہ فیصلہ کریں کہ یہ تحریریں اللہ تعالیٰ اور اُس کے انبیائے کرام کی ذواتِ عالیہ پر ایمان اور اُن کا احترام و اکرام سکھاتی ہیں یا صراطِ مستقیم سے ہٹاتی اور دُور بھگاتی ہیں؟ جہاں تک مولانا اصلاحی کی تحریر مذکور کا تعلق ہے، یہ ایک طویل سلسلہ اشارات کا جزو ہے۔ جس کے لیے ترجمان کے قدیم شمارے تلاش کرنے کی حاجت نہیں۔ یہ پورے مباحث کتابی شکل میں "دعوتِ دین اور اُس کا طریق کار" کے زیرِ عنوان چھپ چکے ہیں۔ اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی قائم کردہ مرکزی انجمن خدام القرآن سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ مولانا اصلاحی صاحب کی جس محرّف عبارت کو ہدفِ تنقید بنایا گیا ہے، اس میں بیان کردہ مضمون کو مولانا اصلاحی اپنی تفسیر تدبر القرآن میں مختلف مقامات پر نئے پیرائے یا انداز میں بار بار واضح کر چکے ہیں مثلاً سورۂ طٰہٰ (آیت ۸۴) کی تفسیر (تدبر القرآن جلد چہارم ص ۲۱۲) یہ فرماتے ہیں:

"یہ بات ہم جگہ جگہ ظاہر کر چکے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام سے اگر کوئی لغزش صادر ہوتی ہے تو وہ اتباع ہویٰ کی نوعیت کی نہیں ہوتی۔ بلکہ کبھی کبھی وہ حق اور خدا کی رضا طلبی کی راہ میں حدِ مطلوب سے متجاوز ہو جاتے ہیں۔ یہ چیز فی نفسہٖ کوئی بُرائی نہیں ہے لیکن حضرات انبیاء علیہم السلام چونکہ میزانِ حق ہوتے ہیں اور اُن کا ہر قول و فعل دوسروں کے لیے نمونہ ہوتا ہے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اُن کی اس طرح کی باتوں پر بھی گرفت فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی اس عجلت پر بھی گرفت ہوئی۔"

مدیر بیّنات نے جو ٹکڑے مولانا اصلاحی یا مولانا مودودی کی تفسیر سے کاٹ کر دیے ہیں۔ ان میں انبیائے کرام

کی جن بعض زلات کا ذکر ہے اُن کی حقیقت و ماہیت وہی ہے جو مولانا اصلاحی کے الفاظ میں اُوپر بیان کر دی گئی ہے۔ جو شخص بھی ان مقامات پر آیات کی تشریح کرے گا، بہر حال وحی کی زبان میں کلام نہیں کرے گا، نہ قرآن و حدیث کے الفاظ دہرائے گا۔ کوئی متقی و متدین مسلمان بارگاہ الٰہی یا بارگاہِ نبوی میں گستاخی و بے ادبی کی جرأت بلکہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اور کرے تو اس کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا۔ اس لیے جو حضرات اپنے لیل و نہار دین ہی کی خدمت میں بسر کرتے ہیں۔ انہیں دوسرے خادمانِ دین کے بارے میں لب کشائی اور خامہ فرسائی کرتے ہوئے اتنی بدگمانی سے تو کام نہیں لینا چاہیے کہ انہیں اپنے اور اپنے مخصوص گروہ کے ماسوا ہر شخص غلام احمد پرویز اور غلام احمد قادیانی نظر آنے لگے۔

حرفِ آخر کے طور پر میں مولانا لدھیانوی کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ اسلامی مملکت اور سرزمین پاکستان میں ایسے افراد بھی دندناتے پھر رہے ہیں جو علانیہ یہ کہتے اور لکھتے ہیں کہ "خدا مجرم ہے"۔ "تمہارے فرشتوں کی ایسی کی تیسی۔ تم اور تمہارے فرشتے سب فراڈ ہیں"۔ "ہم اس خدا پر بھی قدرت حاصل کر لیں گے"۔ "خدا انسان کے خلاف کفر بکتا ہے" (معاذ اللہ)۔ "آدمی کو آدمی سے لڑانے والا خدا"۔ "خدا کو انصاف کی عدالت میں پیش کرو۔ میں اُسے مجرم قرار دیتا ہوں"۔ ایسی کفریات و ہفوات اسی شہر سے چھپ کر شائع ہوتی ہے جہاں سے "بینات" نکلتا ہے۔ لیکن اہل دین کی باہمی خانہ جنگی نے ان اعدائے دین اور ننگِ انسانیت شیطانوں کی راہ کشادہ کر رکھی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(بقیہ اشارات)

براہ کرم اپنا پورا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے کی کوشش کیجیے۔

رفیقِ عزیز! کہیں ایسا تو نہیں کہ تمہارے اندر کچھ ہم سفروں کے لیے کینہ و کد کا مخفی اڈا ہو۔ اور انہیں سامنے رکھ کر ایسے موضوعات ڈھونڈو، ایسی بحثیں چھیڑو اور ایسے مصرعے اٹھاؤ، جن کی زد اُن پر پڑ سکتی ہو؟

کہیں تمہارے اندر کچھ افراد کے لیے انتقامی رجحانات کی لہریں تو نہیں اُٹھتیں کہ جن کے تھپیڑے اُن افراد ہی کو نہ لگتے ہوں بلکہ سا تھ سا تھ دین کی دعوتی سرگرمیوں کو بھی تلپٹ کر دینے والے ہوں۔

کہیں تمہارے اندر ایسی کدورتیں اور بیزاریاں تو موجود نہیں ہیں جن کی وجہ سے جو کچھ کام ہو رہا ہو، اُسے بھی نقصان پہنچتا ہو۔ اور ایک چھپی ہوئی بیماری دل کی چھوت آہستہ آہستہ دوسروں کو بھی لگتی رہتی ہو۔

کدورتوں اور بیزاریوں کا حساب ایسے دوستوں کی فہرست مرتب کر کے لگایا جا سکتا ہے جن کے قریب جانے اور ربط و ضبط رکھنے اور جن کے لیے کلمۂ خیر کہنے سے آدمی اجتناب کرتا ہے۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ تمہارے سر میں کچھ بننے اور آگے بڑھنے اور بڑھ کر کچھ پا لینے اور بنا لینے کا سودا موجود ہو۔ کچھ شہرت کا لپکا، کچھ پبلسٹی کا چسکا، کچھ کیمرے کی چشمِ بلوریں کی مسحوریت، کچھ اپنے لیے مقامِ اعتبار (PROJECTION) حاصل کرنے کا جنون اور کچھ اپنا نقش (IMMAGE) اجاگر کرنے کا خبط۔ یہ سب آسیب ہیں۔ کہیں یہ آسیب تو سایہ نہیں ڈال رہے۔ بظاہر ان محرکات کے تحت آدمی قوت سے بڑھ کر تگ و تاز کرتا ہے مگر اصلی مقصد کے لحاظ سے کوئی خاص مؤثر پیشقدمی نہیں ہوتی۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ جہاں کہیں کوئی مخالف مل جاتے اس پہ تمہیں پیار آتا ہو اور ایسے لوگوں کے ٹیڑھے نظریات سے فوراً ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہو۔ یہ بھی غلط عوامل کا نکاس ہے۔

پیارے ساتھی! ان ساری باتوں کو سامنے رکھ کر اپنا ذہنی تجزیہ خود کرو۔ اور اپنی نیت کے چشمے کو گدلا کرنے والی ہر چیز کو باہر نکال پھینکو۔ یہی راہ فلاح ہے۔ کیوں اپنے آپ کو خراب

کرتے ہو، اور اپنے ساتھ دوسروں کو مشکلات میں ڈالتے ہو۔

کدورتیں اور نفرتیں اور مخفی انتقامی جذبے ذہن کی کمین گاہوں میں چھپ کر وار کرنے والے رہزن ہیں۔ یہ منفی قوتیں اسلام کے کسی سپاہی کے لیے سخت ضرر رساں ہیں۔ ان کی وجہ سے اصل دعوت اور اصل مقصد کو جو نقصان پہنچتا ہے اور خدا کی راہ میں محنتیں کھپانے والے اچھے بھلے سپاہیانِ حق کے اندر جو اضطراب اور انتشار پیدا ہوتا ہے، آخرت میں اس کا حساب کتاب ہونا ہے۔ آج خود ہی آڈٹ کر کے دیکھ لو کہ تمہارے حساب کتاب کے اس کھاتے کی میزان درست ہے؟

یہاں تو آدمی اپنے رویوں کا ذہنی و جذباتی پس منظر چھپا سکتا ہے، خوبصورت تاویلیں کر سکتا ہے، پُرزور دلائل دے سکتا ہے، بہترین لفاظی کر سکتا ہے، مگر آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو تو اپنے مرعوب کُن دلائل اور خوشنما تاویلوں کے پس منظر میں کام کرنے والے مخفی عوامل کو اچھی طرح شناخت کر لینا چاہیے، اور اس کا اندازہ بھی کر لینا چاہیے کہ وہاں کی عدالت میں اعمال کے عیاں اور پنہاں پہلوؤں کو واضح کر کے کیسی جرح کی جائے گی۔ اور کیا اُس جرح کا سامنا کیا جا سکے گا؟

دیکھو کہ جس خطۂ زمین کو تم نے مسجد کی مانند قرار دیا تھا، کیونکہ یہ اسلامی نظام کے لیے وقف ہو چکی ہے، اُس کے گرد خطرات منڈلا رہے ہیں، اور اس کے اندر سیاسی گھٹن کے علاوہ اخلاقی بحران پھیلا ہوا ہے۔ دولت پرستی، زرِحرام کی چاٹ، رشوت، خیانت، قانون شکنی، کام چوری، کمزوروں پر ظلم، مجبوروں کا استحصال، ڈاکے اور اغوا، اسراف اور تبذیر، فحاشی اور جنس پرستی، طبقاتی، فرقہ وارانہ اور علاقائی نزاعات، جیسے کتنے ہی روگ پھیلے ہوئے ہیں۔ یوں سمجھو کہ ایک سیلابِ بلا ہے جو ٹوٹ پڑا ہے۔

عزیز ساتھی! تمہارا کام یہ ہے کہ ذہن سے ساری پراگندہ خیالیوں کو جھٹک دو، اور کوئی ساتھی ملے تو بہت اچھا، نہ ملے تو تنِ تنہا نکل کھڑے ہو۔ کہیں سے رہنمائی اور مشورہ حاصل ہو تو بہت خوب، ورنہ قرآن و حدیث سے رہنمائی لو اور صحت مند دینی لٹریچر سے مشورہ طلب کرو۔ ایک ایک اور دو دو کر کے، سر و سامان کے ساتھ بھی اور بے سر و سامانی کے عالم میں بھی خدا کی راہ میں قدم بڑھاؤ۔

ڈوبتوں کو بچاؤ۔ جو ابھی تک ڈوبنے سے بچے ہوئے ہیں اُن کو محفوظ بلند مقامات تک پہنچاؤ۔ جو محفوظ ہو گئے ہیں اُن کو رُوحانی غذا پہنچاؤ۔ جو بیمار ہیں ان کو دواخانۂ ایمان و اخلاق سے ادویہ فراہم کرو۔ جو وبائے زندگی کے خطرے میں ہیں اُن کو خوفِ خدا کے انجکشن لگاؤ۔

کام اتنا ہی نہیں، تمہاری ذمہ داری یہ بھی ہے کہ سیلاب کی آفت سے بچ نکلنے والوں کو تم جہاد کے لیے تیار کرو۔ جہاد کے لیے اوّلاً صحیح اعتقاد کی ضرورت ہے، جہاد کے لیے اتحاد کی ضرورت ہے، اور جہاد کے لیے اجتہاد کی ضرورت ہے۔ اسلام میں کوئی لمحہ ایسا نہیں آتا کہ فریضۂ جہاد ساقط ہو جاتا ہے۔ کبھی تلوار سے جہاد، کبھی زبان و قلم سے جہاد، کبھی جسم اور مال سے جہاد، اور کبھی دل و دماغ سے جہاد۔

اُٹھو، کتنے بھاری فرائض تم کو بُلا رہے ہیں۔